E-ISSN: 2706-8927
P-ISSN: 2706-8919
IJAAS 2019; 1(2): 35-36
Received: 21-08-2019
Accepted: 25-09-2019

Dr. Haidar Ali
At. + P.O. Lakari, Via: Kishunpur, Siwan, Bihar, India

Corresponding Author:
Dr. Haidar Ali
At. + P.O. Lakari, Via: Kishunpur, Siwan, Bihar, India

میرکی شاعری کےالمیہ پہلو

Dr. Haidar Ali

میرؔچونکہ المیہ شاعری کی روایت کے نمائندہ ترین شاعر ہیں اس لیے اپنے مبحث کوروشن کرنے کے لیے سب سے زیادہ مثالیں میرؔ کے یہاں سے پیش کی جاسکتی ہیں۔
دوسرے باب میں المیہ شاعری کی مختلف پہلو جیسے ناکامی، مایوسی، محرومی، ہجروفراق،بے ثناتی دنیا، تنہائی،ناآسودگی، بےگانگی اورخوف مرگ وغیرہ کے موضوعات پر ہمارے شاعروں نے بکثرت اشعار کہے ہیں، ان سب کا یہں احاطہ کیا گیا ہے اوریہ دکھلایا گیاہے کہ اردو غزلوں میں المیہ نگاری کی بڑی مسلسل اورمضبوط روایت ملتی ہے، اس سلسلے میں محمد قلی قطب شاہ سے لے کر غالب اوران کے معاصرین کے عہد تک تمام شاعروں کے اہم اورنمائندہ شاعروں کے یہاں المیہ نگاری کی نشاندہی کی گئی ہے، یہاں تمام شاعورں کے کلام سے المیہ اشعار کے حوالے دینا طول مبحث کا سبب ہوگا اس لیے ہم براہ راست میرؔاوران کے معاصرین کی غزلوں میں المیہ عناصرپر ایک اجمالی نظر ڈالتے ہوئے بطور خاص میر کے کلام میں المیہ عناصر پر ہماری توجہ مرکوز ہوگی اس لیے کہ ہمارے تمام شاعروں میں میر سب سے بڑے المیہ نگار کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔
مناسب ہے کہ پہلے میرؔ کی المیہ شاعری پر گفتگو کی جائے۔
میرؔ نے دراصل اپنی المیہ شاعری کی بنا پر ابدی ودوامی شہرت حاصل کی ہے، ان کی المیہ شاعری کے مختلف اسباب ہیں اول تو میر فطری طور پرغمگین واقع ہوئے تھے، ارنسٹ کرشمر کے نقطہ نظر سے انسان پیدائشی طور پر دوطرح کے ہوتے ہیں، پہلی قسم کے لوگوں کو اس سائیک لوئیڈ کہا ہے یہ لوگو زیادہ خوش وخرم رہتے ہیں اوررنج وغم کو ہنشی ہنشی کر برداشت کرلیتے ہیں، دوسری قسم کے لوگوں کو اس نے(نتھائی زوئڈ)کہا ہے یہ لوگ پیدائشی طورپر غمگین اورخلوت پسند ہوتے ہیں، میر کا تعلق دوسرے زمرے کے لوگوں سے ہے، میر پیدائشی طور غمگین واقع ہوتے تھے۔
میرؔکو غمگین بنانے میں ان کے ماحول کا بھی ہاتھ ہے، میرجب دس سال کے تھے تو سید امان اللہ کا انتقال ہوگیاجن کو میر غم بزرگوار کہتے تھے، اوراجنہوں نے ان کو درویشی کی تعلیم دی تھی، اسی سال میر کے والد علی متقی بھی راہی ملک بقاہوئے جب علی متقی بستر مرگ پر تھے توانہوں نے اپنے پہلے بیٹے حافظ حسن کو بلایا اورفرمایا کہ میں فقیرہوں میرے پاس کچھ نہیں ہے،صرف تین سو کتابیں ہیں یہ تم سب بھائی آپس میں تقسیم کرلو،حافظ محمد حسن نے کہا کہ میں طالب علم ہوں ان کتابوں کی مجھے ضرورت ہے،یہ دونوں لڑکے ان کتابوں کو پھاڑ پھاڑ کر پتنگ بنائیں گے، اوراڑائیں گے یہ بات علی متقی کو ناگوار گزری، انہوں نے کہا کہ اگر چہ تو نے فقیری کو اپنا یا ہے مگراب بھی تو حرص وہوس میں گرفتار ہے، بہر حال یہ ساری کتابیں تو ہی لے جا، میر ترا دست نگر نہیں رہے گا، اس کے بعد علی متقی میرکی طرف متوجہ ہوئے اورکہاکہ میں تین سو روپیوں کا مقروض ہوں جب تک یہ قرض ادا نہ ہومیری لاش نہ اٹھانا اس کے بعد ان کا انتقال ہوگیا، میرسخت پریشان تھے کہ قرض کیسے اداہو، انہوں نے حافظ محمد حسن سے قرض کی ادائیگی کے لیے درخواست کی لیکن انہوں نے صاف انکار کردیا، اتنے میں سید مکمل خان جو علی متقی کے مرید تھے، پانچ سور روپے کی ہنڈی لے کر آئے میرنے تین سو روپے قرض خواہوں کو ادا کردیا اورباقی روپیہ باپ کی تجہیز وتکفین میں خرچ کردیا، باپ کے مرنے کے بعد ان کے عزیزداروں نے ان کی طرف سے بے توجہی کی جولوگ علی متقی کے معتقد تھے اب انہوں نے بھی آنکھیں پھرلیں، میرکو اہل دنیا کی بے رخی سے بہت ہی صدمہ پہنچا۔
میرؔ کے والد کاانتقال 1732ء میں ہوا، اس کے بعد میر کو فکر معاش نے پریشان کیا، اس لیے انہوں نے اطراف اکبر آبادمیں ملازمت کی کوشش کی، مگروہ حصول ملازمت میں ناکام

رہے، تب عاجز آکر گھر بار اپنے چھوٹے بھائی محمد رضی کے سپر دکیا اورخود تلاش معاش میں دہلی روانہ ہوگئے،دہلی میں بھی جلد ملازمت نہ مل سکی کچھ عرصہ کے بعد خواجہ محمد باسط سے ملاقات ہوگئی جو میر کواپنے چچا صمصام الدولہ کی خدمت میں لے گیے،انہوں نے میر کا ایک روپیہ روزانہ مقرر کردیا، میرنے یہاں قدرے اطمینان کی زندگی گزاری مگر 1739ء میں نادرشاہ نے دہلی پر حملہ کردیا، اس وقت وہلی کا بادشاہ محمد شاہ تھا جو ضعیفی اورنااہلی کی بناپر اس حملے کا مقابلہ نہ کرسکا اس حملہ میں صمصام الدولہ قتل ہوگئے اس لیے میر کی ملازمت ختم ہوگئی اس کے بعد میرؔاکبر آباد واپس آگئے۔

میرؔ جب اکبر آباد واپس آئے تو اس وقت ان کی عمر سترہ سال کی تھی، اسی زمانے میں ان کو اکبر آباد کی ایک لڑکی سے عشق ہوگیااوروہ کافی رسوا ہوگئے کچھ خوف رسوائی اورکچھ بے روزگاری سے تنگ آکر میرؔدوبارہ دہلی آئے، اس کا ذکر وہ اپنی مثنو(خواب خیال) میں یوں کرتے ہیں۔

زمانے نے رکھا مجھے متصل
پراگندہ روزی پر اگندہ دل
گئی کب پریشانی روزگار
رہا میں تو ہم طالع زلف یا
وطن میں نہ اک کصبح میں شام کی
نہ پہنچی خبر مجھ کوآرام کی
اٹھاتے ہی سر پر پڑا اتفاق
کہ دشمن ہوئے سارے اہل وفاق
زمانے نے آوارہ چاہا مجھے
مری بے کسی نے بنایا مجھے
تاچند تیرے غم میں یوں زار لیا کیجئے
امید عبادت پر بیمار رہا کیجئے
کچھ سمجھتے نہیں ہمارا حال
تم سے بھی اے بتاں خدا سمجھے

میرؔ جب غم سے کتا جاتے ہیں تو وہ عہد طفلی میں چلے آتے ہیں جہاں اس کو سکون ملتا ہے،علم نفسیات میں اس رجحان کو مراجعت کہتے ہیں، ایسے عالم میں اسان روکر کلیجہ ٹھنڈا کرتاہے، میرؔ کے والد بھی علی متقی بہت روتے تھے، یہاں تک کہ ان کی ہچکیاں بندھ جاتی تھیں اس کا مطلب یہ ہے کہ میرؔمراجعت کا رجحان اپنے والد سے حاصل کیا ہے، بہرحال میرؔبھی اشک باری کرتے ہیں ان کی ایک غزل تو آنسوؤں کی لڑی معلوم ہوتی ہے۔